فرشتہ اور شیطان

مائل خیرآبادی

مُشک

الائچی کے دانے تو آپ نے دیکھے ہیں نا! دیکھے کیا کھائے ہوں گے۔ کیسے مزے کے ہوتے ہیں۔ خوشبو دار رنگ ان کا کالا کالا ہوتا ہے۔

اچھا تو سنئے۔ ایسے ہی کالے بہت ہی کالے دانے ایک اور چیز کے ہوتے ہیں اور بھائی بڑے ہی خوشبو دار ایسی خوشبو کہ سونگھئے تو سبحان اللہ، سبحان اللہ منھ سے نکلے وہ دانے مشک کے ہوتے ہیں۔ ہاں چاہے مِشک کہئے یا مُشک دونوں طرح سے لوگ اس کا نام لیتے ہیں۔ ہندی زبان میں اس کا نام کستوری ہے۔ آیئے آج ہم آپ کو یہ بتائیں کہ مُشک کہاں سے اور کیسے ملتا ہے؟

ہرن تو دیکھا ہے نا آپ نے! بس اسی سے ملتا جُلتا ایک جانور ہوتا ہے۔ اُسے ''آہوئے مشکی'' کہتے ہیں۔ اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہنا پسند کرتا ہے۔ اور سانپ کا گوشت

بڑے شوق سے کھاتا ہے۔ سانپ کا گوشت نہیں پاتا، تو کچھ خاص درختوں کے پھول اور بوٹے کھا کر پیٹ بھر لیتا ہے۔

آہوئے مشکی کو دھوپ میں رہنا بڑا اچھا لگتا ہے۔ وہ ٹھنڈک سے بہت گھبراتا ہے۔ برف کو تو دور سے دیکھ کر بھاگتا ہے۔ بڑا صاف ستھرا رہتا ہے، اسے بدبو بالکل پسند نہیں۔

اور سنئے، چیونٹی کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں کہ برسات آنے سے پہلے وہ اپنے بِل اونچی جگہوں میں بناتی ہے۔ اسے آپ نے نیچے سے اوپر جاتے اور اپنا کھانا لے جاتے دیکھا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ اللہ میاں نے اُسے ایسی عقل دی ہے کہ وہ سمجھ جاتی ہے کہ اب پانی برسنے والا ہے۔ اس لئے وہ ایسا کرتی ہے۔ ایسی ہی عقل اللہ میاں نے آہوئے مشکی کو دی ہے۔ آہوئے مشکی تین دن پہلے جان لیتا ہے کہ آندھی آنے والی ہے۔ اس وقت وہ پہاڑ کی چوٹیوں سے نیچے اتر آتا ہے۔ اسے پہاڑ کی چوٹیوں سے نیچے آتا دیکھ کر لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ کل پرسوں ہی میں آندھی آنے والی ہے۔ دیکھئے اللہ میاں جس کو جو

بات چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

اسی آہوئے مشکی کی ناف کے پاس ایک گول گول بٹوہ سا لٹکا ہوتا ہے۔ اس بٹوے پر چھوٹے چھوٹے ملائم بال ہوتے ہیں، اس بٹوے میں کالی کالی گاڑھی گاڑھی ایک چیز بھری ہوتی ہے۔ یہی مشک ہوتا ہے۔ اور اس بٹوے کو مشک نافہ کہتے ہیں۔

مشک نافہ آہوئے مشکی کے بے کار اور فالتو خون سے بنتا ہے۔ آپ تعجب کیوں کرتے ہیں؟ اللہ کی قدرت ہے آپ روز دیکھتے ہیں کہ آپ کی بکری گھاس دانہ کھاتی ہے اس کا دودھ بنتا ہے۔ اللہ جو چاہے کر دکھائے۔ اس کی قدرت کے کھیل ہیں وہ جس چیز سے جو چاہے بنا دے۔

مشک نافہ پانا آسان کام نہیں۔ آسان کام اس لئے نہیں کہ جب کوئی آہوئے مشکی کو پکڑنے جاتا ہے یا کوئی شیر چیتا، بھیڑیا اس پر دوڑتا ہے تو آہوئے مشکی اپنے نافے سے ایسی تیز خوشبو چھوڑتا ہے کہ اس کے پیچھے دوڑنے والا آدمی یا جانور بے ہوش ہو کر گر جاتا ہے۔ مگر بھائی آپ یہ تو جانتے ہی ہیں کہ اللہ میاں

نے انسان کو ساری مخلوق سے بڑھ کر بنایا ہے۔ انسان کو سب سے اچھا جسم، ہاتھ، پیر اور سب سے زیادہ عقل دی ہے اور علم دیا ہے۔ انسان تو ہاتھی کو بس میں کر لیتا ہے۔ شیر سے اس طرح کام لیتا ہے۔ جیسے وہ پالتو کتّا ہو۔ کالے ناگ کو بین پر نچاتا ہے۔

انسان نے اللہ کی دی ہوئی عقل سے آہوئے مشکی کی چھپی ہوئی عادت کا پتہ لگایا کہ وہ بانسری کی تان پر عاشق ہے۔ عاشق ہے کے معنیٰ یہ ہیں کہ بہت ہی پسند کرتا ہے۔ انسان نے یہ جان لیا تو اب کرتا یہ ہے کہ بندوق اور بانسری لے کر اس کے شکار کو چلتا ہے۔ جہاں آہوئے مشکی رہتا ہے، وہیں کہیں چھپی جگہ بنا کر بیٹھ جاتا ہے اور بانسری بجانا شروع کر دیتا ہے۔ آہوئے مشکی بانسری کی لَے اور تان سنتا ہے تو سننے کی دھن میں اسی طرف آ جاتا ہے اور ایسا مست ہو جاتا ہے کہ اسے اپنے تن بدن کا ہوش بھی نہیں رہتا۔ اس وقت شکاری اس کے گولی مار دیتا ہے۔ گولی لگتے ہی آہوئے مشکی گر جاتا ہے۔ تو شکاری پہلے نافہ کو ایک ریشم کی ڈوری سے کس کے باندھ دیتا ہے۔ اگر شکاری ایسا نہ کرتے

تو آہوئے مشکی مرتے مرتے مشک نافہ کو اپنے جسم کے اندر پگھلا دے۔ انسان نے یہ بات اپنی عقل اور تجربے سے جان لی ہے۔ اس لئے وہ مشک نافہ کو جھٹ باندھ دیتا ہے۔ اور اس کے بعد کاٹ لیتا ہے۔

آہوئے مشکی دنیا کے بہت سے ملکوں میں پایا جاتا ہے۔ مگر سب سے عمدہ مشک نافہ والا آہو ختن (چینی ترکستان) میں پایا جاتا ہے۔ مشک نافہ دواؤں میں بڑے کام آتا ہے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے کیا کچھ پیدا فرمایا ہے۔ یہ انسان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا احسان مانے۔ اس کا شکر ادا کرے اور اس کے بتائے ہوئے حکموں پر چلنے کی کوشش کرے۔

☆☆☆

عنبر

(۱)

عاقلہ بی: دیکھنا دیکھنا بیٹی! یہ علیم کیا لئے بھاگا جا رہا ہے؟

عقیلہ: (علیم کے پیچھے دوڑ کر جاتی ہے اور اسے باہر جا کر پکڑ تی اور پوچھتی ہے) ارے تم کُرتے میں کیا چھپائے ہو؟''

علیم: کچھ نہیں، ارے آپا! کچھ نہیں۔

عقیلہ: اچھا دیکھوں!

علیم: لو دیکھو، موم ہے۔

عقیلہ: یہ موم کہاں سے لائے؟ چلو امّی کے پاس۔

علیم: میں نے چوری تو نہیں کی۔ ابّا کی میز پر سے لایا ہوں۔

عقیلہ: اچھا چلو امّی بلا رہی ہیں۔

علیم: آپا! آؤ ذرا اس سے کھیلیں۔ موم کی ایک ایک ناک بنائیں جیسی تمہاری ہے۔ پھر امّی کو چل کر دکھائیں۔

عقیلہ: ہٹ! چلا ہے موم کی ناک بنانے۔ چلتے ہو یا گھسیٹ کر لے جاؤں۔

(عقیلہ علیم کو پکڑ کر ماں کے پاس لے جاتی ہے)

(۲)

عقیلہ: دیکھئے امّی جان! اس نے چوری کی ہے۔

علیم: واہ آپا! تم بھی خوب ہو۔ میں نے چوری کب کی؟

عقیلہ: یہ موم جو لے بھاگے تھے۔

علیم: تو اس میں چوری کی کیا بات ہوئی۔ میں تو ابّا کی میز پر سے لے گیا تھا۔

عقیلہ: پوچھا بھی تھا؟

علیم: نہیں پوچھا تو کیا۔ ابّا ہی کی چیز تو تھی۔

عقیلہ: کسی کی چیز ہو۔ بے پوچھے لے کر بھاگنا چوری ہی ہے۔ ہے نا امّی جان!

علیم: سچ مچ امّی!

عاقلہ بی: ہاں بیٹے! یہ بھی چوری ہے۔ دیکھوں کتنا ہے؟

علیم: اے امّی! لو ذرا سا ہے۔

عاقلہ بی: ارے غضب علیم میاں! یہ موم نہیں ہے۔

عاقلہ وعقیلہ: (ایک ساتھ) ایں یہ موم نہیں تو اور کیا ہے؟

عاقلہ بی: یہ عنبر ہے۔

علیم وعقیلہ: عنبر!!

عاقلہ بی: ہاں عنبر، یہ بڑا قیمتی ہوتا ہے۔ پرانا ہو گیا ہے ذرا کھرچ کر دیکھو، سفید سفید ہو گا۔

عقیلہ: عنبر کیا ہوتا ہے؟

عاقلہ بی: یہ دوا ہے۔ جلا کر سونگھو تو بڑی خوشبو دیتا ہے۔

عقیلہ: جیسے لوبان؟

عاقلہ بی: اس سے بہت عمدہ خوشبو۔

عقیلہ: یہ آتا کہاں سے ہے؟

عاقلہ بی: یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔ اپنے ابّا سے پوچھنا۔

(۳)

(حکیم صاحب مَطَب میں آئے۔ میز پر کچھ ڈھونڈا پھر پکارا)

''عقیلہ! اے عقیلہ بیٹی!!''

عقیلہ: آئی ابّا (دوڑ کر جاتی ہے)

حکیم صاحب: میز پر عنبر رکھا تھا۔ کیا ہوا؟

عقیلہ: علیم میاں لے کر بھاگے تھے۔ کہتے ہیں موم ہے مجھے پُھسلا رہے تھے کہ آؤ آپا موم کی ناک بنائیں۔

حکیم صاحب: (ہنس کر) بڑا مسخرہ ہے۔ ہے کہاں؟

عقیلہ: امّی جان کے پاس بیٹھا باتیں بنا رہا ہے۔

حکیم صاحب: پیٹا تو نہیں گیا؟

عقیلہ: خیر پیٹا تو نہیں گیا۔ ذرا چلئے تو اندر۔

حکیم صاحب: چلو (اندر جاتے ہیں)

علیم: السلام علیکم ابّا جان!

حکیم صاحب: وعلیکم السلام جناب۔ کہئے کیسے مزاج ہیں؟

عاقلہ بی: ان حضرت کا مزاج میں ٹھیک تو کرتی، مگر اللہ نے بڑی خیر کر دی۔ نقصان نہیں ہوا۔ وقت پر دھر لئے گئے تھے۔

حکیم صاحب: اچھا!

عاقلہ بی: اور کیا۔ بچوں کو ذرا یہ سمجھا دو کہ عنبر کہاں سے

آتا ہے؟

حکیم صاحب: یہ تو بڑی لمبی داستان ہے۔ اچھا سنو۔

علیم: ابو میاں کیا کوئی کہانی سنایئے گا؟

حکیم صاحب: ہاں عنبر کی کہانی بڑے مزے دار ہے۔ سنو ایک ہوتی ہے مچھلی۔

علیم: عنبر کی کہانی سنایئے۔

حکیم صاحب: ارے بھائی عنبر ہی کی کہانی سناتا ہوں۔

عقیلہ: یہ چپ نہیں رہتا۔ ٹپ سے پہلے ہی بول دیا۔

حکیم صاحب: تو ایک مچھلی ہوتی ہے۔ بہت بڑی بھائی بہت ہی بڑی۔ تم سمجھو جیسے کیا؟

عقیلہ: ہاتھ بھر کی۔

حکیم صاحب: نہیں بھائی بہت ہی بڑی۔

عاقلہ بی: جتنا بڑا علیم ہے۔

حکیم صاحب: نہیں بھائی بڑی، اتنی بڑی جیسے۔

عاقلہ بی: جیسے یہاں سے چولھا۔

حکیم صاحب: نہیں ہمارے اس گھر سے بھی زیادہ لمبی چوڑی۔

عاقلہ بی: ارے یہ کیا کہتے ہو۔ بچوں کو بہکاتے ہو۔

حکیم صاحب: نہ نہ، میں بہکاتا نہیں، بہکانا تو جھوٹ ہے۔

عقیلہ: تو ابّا! وہ مچھلی ہوتی کہاں ہے؟

تالاب میں تو سمائے گی بھی نہیں۔

حکیم صاحب: سمندر میں ہوتی ہے وہ مچھلی۔

علیم: سمندر......؟

حکیم صاحب: ہاں سمندر میں۔ سمندر بڑا۔ بہت بڑا تالاب نہیں۔ کیا کہئے اسے۔ بس کوسوں پانی ہی پانی۔ ہزار دو ہزار میل سے بھی زیادہ لمبائی چوڑائی میں میلوں گہرا پانی بھرا ہوتا ہے۔

عقیلہ: اف......فوہ اتنا بڑا؟

حکیم صاحب: پانی بھی ایسا نمکین کہ پیو تو پی نہ سکو۔ ایسے سمندر میں وہ مچھلی ہوتی ہے۔ سمندر کے جانوروں کو دکھاتی ہے۔ اس کا کھانا ہی کیا۔ بس جو سامنے پڑ گیا، منہ کھول دیا اور ہڑپ کر گئی۔ یوں ہی بغیر چبائے نگل گئی۔ نہ جانے کیسے کیسے جانور سمندر میں ہوتے

ہیں۔ وہ سبھی کو یوں ہی نگل جاتی ہے۔

تم تو جانتے ہی ہو کہ چبائے بغیر کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ تو بھائی اُسے بھی قبض ہو جاتا ہے۔ بدہضمی ہونے پر وہ قے کر ڈالتی ہے۔ پہاڑ کا پہاڑ تو ہوتی ہے۔ وہ ایک من، دو من، تین من، ارے بھائی نو نو دس دس من قے کر ڈالتی ہے۔

عاقلہ بی: توبہ! بڑی بدبو پھیل جاتی ہوگی وہاں۔

عقیلہ: مچھلی میں تو ویسے بھی بساہند آتی رہتی ہے۔ پھر اس کی قے۔ توبہ، توبہ۔

علیم: (ہنس کر) اوع......اوع۔

عقیلہ: ارے ہٹ مسخرے۔

حکیم صاحب: بدبو کیسی؟ بساہند کیسی؟ خدا کی قدرت دیکھئے۔ وہ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ اس کی قدرت کے آگے کوئی چیز ناممکن نہیں۔ اس مچھلی کی قے میں خوشبو آتی ہے۔

عاقلہ بی: خوشبو!

عقیلہ: ایں خوشبو!!

حکیم صاحب: اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ تمہاری بکری گھاس دانہ کھاتی ہے۔ وہ دانہ دودھ کیسے بن جاتا ہے؟

علیم: ہاں ابّا! خوشبو آتی ہو گی۔ اللہ میاں کے بس میں تو سب کچھ ہے۔

حکیم صاحب خوب! علیم میاں کتنی جلدی سمجھ گئے اچھا وہ ڈھیروں کی ڈھیر قے جھاگ کی طرح سمندر کے پانی پر تیرتی رہتی ہے۔ اب دیکھئے اللہ میاں کا احسان انسان پر۔ وہ جھاگ تیرتا ہوا لہروں کے ذریعہ خشکی کی طرف آتا ہے۔ بہت سے لوگ مل کر نکال لیتے ہیں۔ یہی عنبر ہوتا ہے۔ نہایت ہی چکنا اور بہت ہی خوشبودار۔ کئی رنگ کا ہوتا ہے۔ سفید عنبر سب سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ آج کل تیس ۳۰ روپیہ تولہ ملتا ہے۔ خوشبودار تو ہے ہی...... دواؤں میں بھی کام آتا ہے۔

عقیلہ: اچھا اسی لئے آپ لائے ہیں۔

عاقلہ بی: سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ کہاں کہاں سے کون کون سی چیز اپنے بندوں تک پہنچاتا ہے۔

حکیم صاحب: اس میں کیا شک۔

عقیلہ: بڑا رزّاق ہے ہمارا اللہ۔

علیم: بڑے اچھے ہیں ہمارے اللہ میاں۔

حکیم صاحب: اچھا تو علیم میاں ذرا دیکھ بھال کر چیز اٹھایا کیجئے۔

عاقلہ بی: وہ تو کہئے میں نے دیکھ لیا تھا، نہیں تو نہ جانے کہاں پھینک آتے حضرت۔

عقیلہ: اور مجھ سے فرماتے تھے موم ہے یہ۔ آؤ اس موم کی ناک بنائیں۔ ہے کتنا مسخرہ یہ۔

(سب ہنستے ہیں اور علیم میاں کہتے ہیں کہ اب جو چیز لوں گا پوچھ کر لوں گا)

☆☆☆

فرشتہ اور شیطان

ایک تھا بادشاہ، ایک دن اُس نے اپنے وزیر سے کہا ''مجھے کوئی ایسی چیز دکھاؤ جسے ہم فرشتہ کہہ سکیں۔'' یہ بات سن کر وزیر بہت گھبرایا۔ حکم کیسے ٹالتا۔ مجبور ہو کر ایک ماہ کی مہلت مانگی۔ بادشاہ نے ایک ماہ کی مہلت دے دی۔

وزیر گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ چاروں طرف بہت ڈھونڈھا مگر کوئی ایسی چیز نہ ملی جسے فرشتہ کہا جا سکتا۔ مہینہ بھی ختم ہو رہا تھا، اب تو وزیر بہت پریشان ہوا اس نے اللہ میاں سے دعا کی۔ اللہ میاں نے اس کی دعا سن لی۔

ایک دن وزیر چلا جا رہا تھا۔ راستے میں کچھ لڑکوں کو کھیلتے دیکھا۔ ان میں ایک چھوٹا لڑکا تھا چھ سات برس کا۔ ننّھا منّھا، بھولا بھالا، سیدھا سادا بڑا خوب صورت وزیر نے اس لڑکے کو پاس بلایا۔ لڑکا وزیر کے پاس آیا اور کہا ''السلام علیکم'' وزیر نے جواب

دیا۔ ''وعلیکم السلام'' پھر اس سے باتیں کرنے لگا۔ لڑکے کی باتیں بھی بڑی اچھی تھیں اس نے کوئی گندی بات منہ سے نہیں نکالی، کسی کی بُرائی نہیں کی۔

وزیر اس لڑکے سے مل کر بہت خوش ہوا۔ سوچا کتنا نیک ہے یہ بچّہ۔ فرشتے بھی تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔ بس اسے بادشاہ کی خدمت میں لے آیا بادشاہ نے بھی لڑکے سے باتیں کیں۔ اس کے باپ کو بلایا۔ لڑکے کے بارے میں بہت کچھ پوچھا معلوم ہوا کہ وہ بہت ہی اچھا لڑکا ہے۔ اس نے کبھی چوری نہیں کی ہے۔ ضد بھی نہیں کرتا ہے۔ سب سے مل جل کر رہتا ہے۔ بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا بولا ''سچ مچ اسے تو فرشتہ ہی کہنا چاہیئے۔''

اِس بات کو کوئی بیس برس ہو گئے۔ ایک دن بادشاہ نے وزیر سے پھر کہا ''کوئی ایسی چیز دکھاؤ، جسے شیطان کہہ سکیں۔ وزیر نے پھر ایک مہینے کی مہلت لی اور شیطان کی تلاش میں چلا۔ ایک دن جیل خانے کی طرف جا نکلا۔ وہاں اس نے ایک آدمی کو دیکھا۔ پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئیں، زنجیروں سے جکڑا ہوا، لال لال آنکھیں،

ڈراؤنا سا چہرا۔ سپاہیوں سے پوچھا ''اسے کیوں باندھ رکھا ہے؟'' سپاہیوں نے جواب دیا ''یہ بڑا خراب آدمی ہے، چوری کرتا ہے۔ ڈاکے مارتا ہے۔ بھلے لوگوں کو ستاتا ہے اور بھولے بھالے آدمیوں کو بہکاتا ہے۔ برے کام کراتا ہے۔ شراب بھی پیتا ہے اور بہت گالیاں بکتا ہے۔ بہت دنوں کے بعد پکڑا گیا ہے۔''

وزیر نے دل میں کہا، سچ مچ یہ شیطان ہے۔ بس اِس کو بادشاہ کے سامنے حاضر کیا۔ بادشاہ اس خراب آدمی کا حال سن کو بولا ''سچ مچ یہ شیطان ہے'' پوچھا ''کیا اس کا باپ زندہ ہے؟ اسے بلاؤ۔'' لوگوں نے کہا ''ہاں'' اور سپاہی جا کر اس کے بوڑھے باپ کو بلا لائے۔ بادشاہ کے سامنے آتے ہی بوڑھا دہاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ بادشاہ نے تسلی دی اور پوچھا ''اتنا کیوں روتے ہو؟'' بوڑھا بولا ''حضور آپ نے مجھے اِس سے پہلے بھی ایک بار بلایا تھا۔ مجھے وہی دن یاد آ رہا ہے۔ اس دن حضور نے میری بڑی عزت کی تھی۔ آج میں بدنصیب ہوں۔ ذلیل ہو کر آپ کے سامنے آیا ہوں۔'' بادشاہ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا پوچھا ''صاف صاف بتاؤ، تمہارا کیا مطلب

ہے؟'' بوڑھا بولا ''حضور اب سے کوئی بیس برس پہلے بھی یہ لڑکا دربار میں لایا گیا تھا اور حضور نے مجھے بلایا تھا۔ یہ وہی لڑکا ہے جسے حضور نے ''فرشتہ'' کہا تھا۔ اس وقت یہ بہت اچھا بچّہ تھا۔ بڑا ہو کر یہ بُروں کے پاس اٹھنے بیٹھنے لگا۔ خود بھی بُرا ہو گیا اور آج اس کا یہ حال ہے کہ شیطان بن کر آپ کے سامنے آیا ہے۔'' بادشاہ نے یہ سن کر کہا۔

''سچ ہے انسان فرشتہ بھی ہو سکتا ہے اور شیطان بھی۔ جو جیسا کام کرے گا ویسا ہی ہو جائے گا۔''

بادشاہ نے اس لڑکے کو جیل بھیج دیا۔ بوڑھے کو عزت کے ساتھ اس کے گھر واپس کر دیا۔

اور وزیر کو یہ کہہ کر انعام دیا کہ

''تم آدمی کو خوب پہچانتے ہو۔''

☆☆☆

موٹا بادشاہ

ایک تھا بادشاہ...... ہمارا تمہارا خدا بادشاہ...... بادشاہ بہت موٹا تھا۔ بہت موٹا۔ اتنا موٹا کہ اس کا چلنا پھرنا دوبھر تھا۔ دن بھر پڑا رہتا۔خوب کھاتا اور خوب موٹا ہوتا۔

بادشاہ کو اپنا موٹاپا پسند نہ تھا۔ وہ بہت علاج کرتا کہ کسی طرح موٹاپا کم ہو جائے۔ اس نے بہت سے حکیموں اور ڈاکٹروں سے علاج کرایا۔مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بادشاہ موٹا ہی ہوتا چلا گیا۔

ایک دن ایک حکیم نے بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ میں آپ کا علاج کروں گا۔ بادشاہ نے حکیم کو بلوایا اور کہا ''اگر تم ہمارا علاج کر دو تو ہم تم کو بہت، انعام دیں گے۔''

حکیم بولا۔ ''بادشاہ سلامت! میں نجومی بھی ہوں پہلے اپنے نجوم کے ذریعہ یہ پتہ چلاؤں گا کہ آپ کی بیماری کس قسم کی ہے؟ پھر آپ کا علاج کروں گا۔'' بادشاہ راضی ہو گیا۔ دوسرے دن

حکیم آیا اور بہت ہی افسوس کے ساتھ کہنے لگا۔ ''حضور علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوگا مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی زندگی کے دن پورے ہو چکے ہیں۔ بس تیس ۳۰ دن آپ اور زندہ رہیں گے۔'' حکیم نے یہ بھی کہا کہ آپ کو میرے کہنے کا یقین نہ ہو تو مجھے تیس دن تک قید کر لیجئے۔ اگر میری بات جھوٹ نکلے تو تیس دن کے بعد آپ مجھے قتل کرا دیں۔''

حکیم کی یہ بات سن کر بادشاہ نے حکیم کو تو قید خانے بھیجوا دیا۔ لیکن خود بڑی فکر میں پڑ گیا۔ کھانا، پینا چھوٹ گیا۔ رات کو سوتے میں بھی موت کا خیال آجاتا تو بے چین ہو کر اٹھ بیٹھتا، جیسے جیسے دن گذرتے جاتے تھے۔ بادشاہ کا غم زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ ہوتے ہوتے ۲۸ دن گذر گئے اور بادشاہ کو اب اپنی موت بالکل سامنے دکھائی دینے لگی۔ انتیسویں دن بادشاہ نے حکیم کو بلوایا اور کہا کل تیس دن پورے ہو جائیں گے۔ اگر میں نہ مرا تو پھر تمہاری گردن اڑا دی جائے گی۔

حکیم یہ سن کر ہنس پڑا اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا۔ ''اللہ آپ کو بیسیوں برس زندہ رکھے۔ بھلا مجھے کیا پتہ کہ آپ کی موت کب آئے

گی؟ مجھے تو اپنی موت کا بھی حال معلوم نہیں۔ یہ بات تو بس اللہ ہی جانتا ہے کہ کسی کی موت کب آئے گی۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ اس کی زندگی کب تک ہے۔ میں نے تو یہ بات جس لئے کہی تھی وہ بات پوری ہوگئی۔ موت کے غم نے آپ کو گھلا کر دبلا کر دیا یہی آپ کا علاج تھا۔"

بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا، سچ مچ اس ایک مہینے میں اس کا موٹاپا بالکل گھل گیا تھا۔ اور وہ اب بالکل ٹھیک ہوگیا تھا۔ بادشاہ نے حکیم کو بہت سا انعام دیا۔

سچ ہے جس آدمی کو اپنی موت یاد ہوگی اور آخرت کی فکر ہوگی وہ کبھی اتنا موٹا ہو ہی نہیں سکتا جتنا موٹا وہ بادشاہ تھا۔

☆☆☆

ایک آیت

ملک مصر میں ایک بادشاہ تھا۔اس کا نام تھا طاہر۔ایک بار وہ قرآن پڑھ رہا تھا۔اس نے پڑھا ''اللہ ہی عزت دینے والا ہے اور اللہ ہی ذلّت دینے والا ہے۔'' بادشاہ سوچا ''میں تو بادشاہ ہوں۔کیا مجھے بھی اللہ ذلیل کرسکتا ہے؟''

کچھ دنوں کے بعد بادشاہ شکار کے لئے نکلا۔دن بھر پریشان رہا مگر کچھ ہاتھ نہ لگا۔یکا یک بادشاہ کی نظر ایک ہرنی پر پڑی۔جو تھوڑی دور کھڑی چر رہی تھی۔بادشاہ کو آتے دیکھ کر ہرنی چھلانگتی ہوئی بھاگنے لگی۔بادشاہ نے اپنا گھوڑا اُس کے پیچھے ڈال دیا۔اپنے ساتھیوں سے الگ ہو گیا۔مگر ہرنی نہ ملنی تھی نہ ملی۔

بادشاہ راستہ بھول گیا۔آخر ایک درخت کے نیچے زین بچھا کر سو گیا۔اتنے میں کچھ لوگ اس کے قریب آئے اور اس کو ڈاکو سمجھ کر پکڑ لیا۔اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ان کا سردار ایک بڑے محل

میں رہتا تھا۔ بادشاہ کو محل کی ایک کوٹھری میں قید کر دیا اس طرح وہ وہاں دو سال تک قید رہا۔

ایک دن اُس سردار کو ایک استاد کی ضرورت ہوئی جو اس کی لڑکی کو قرآن پڑھا سکے۔ بہت تلاش کیا لیکن کوئی اچھا استاد نہ مل سکا۔ ایک دن سردار کو معلوم ہوا کہ یہ قیدی قرآن پڑھانا جانتا ہے۔ سردار نے حکم دیا کہ یہ قیدی، لڑکی کو قرآن پڑھایا کرے۔

اب سنئے:

ایک دن قرآن پڑھاتے پڑھاتے وہی آیت آئی۔ جس کا مطلب ہے کہ اللہ ہی عزت دینے والا ہے اور اللہ ہی ذلّت دینے والا ہے۔ یہ آیت پڑھاتے ہی بادشاہ رونے لگا۔ اتنے میں کہیں وہ سردار بھی اُدھر آنکلا۔ پوچھا۔ ''تم کیوں رو رہے ہو؟'' قیدی بادشاہ نے اپنا سارا حال کہہ سنایا اور کہا ''میں خطاوار ہوں، اللہ نے مجھے یہ سزا دی ہے۔ اس لئے مجھے یہ دن دیکھنا پڑا۔ سچ ہے اللہ ہی عزت دینے والا ہے اور اللہ ہی ذلّت دینے والا ہے۔

یہ حال سن کر سردار کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اس نے بادشاہ کو

گھوڑا اور لباس دے کر بڑی عزت سے رخصت کر دیا۔ بادشاہ ہنسی خوشی اپنے گھر آیا۔ سب کو اپنا قصّہ سنایا۔ بادشاہ کا حال سن کر، لوگوں نے کہا۔ ''سچ ہے اللہ ہی عزت دینے والا ہے اور اللہ ہی ذلّت دینے والا ہے۔

☆☆☆

ایک تھا بادشاہ

ایک تھا بادشاہ۔ بادشاہ کا ایک وزیر۔ وزیر بڑا سمجھ دار تھا، وہ کہتا تھا ''خدا جو کچھ کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔''

ایک بار کسی دشمن نے بادشاہ کے ملک پر چڑھائی کی۔ بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی، اِس لڑائی میں بادشاہ کی جیت تو ہوئی لیکن اس کی ایک اُنگلی کٹ گئی۔ بادشاہ نے وزیر کو دکھایا، وزیر نے کہا ''خدا جو کچھ کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔''

بادشاہ کو بڑا غصّہ آیا، اس نے کہا ''میری تو انگلی کٹ گئی اور تو کہتا ہے ''اچھا ہوا'' اگر میں مارا جاتا تو تجھ کو اور بھی خوشی ہوتی۔ نکل میرے یہاں سے۔'' غصّہ میں بادشاہ نے وزیر کو اپنی سلطنت سے نکال دیا۔

ایک دن کی بات ہے کہ بادشاہ شکار کھیلنے گیا۔ ایک ہرن دکھائی دیا۔ اس کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا۔ بھاگتے بھاگتے بادشاہ ایک گھنے

جنگل میں پہنچ گیا، ہرن اسی جنگل میں گم ہو گیا۔ بادشاہ نے گھوڑا روکا اور اتر کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ کوئی ساتھی دکھائی نہ دیا۔ بادشاہ تھک کر بیٹھ گیا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، اسی جگہ سو گیا۔

جب آنکھ کھلی تو دیکھا ایک درجن جنگلی آدمی تلواریں نکالے کھڑے ہیں۔ وہ بادشاہ کو زنجیروں سے باندھ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے۔ وہ بادشاہ کو دیکھ کر اُچھل پڑا اور کہنے لگا ''آہا! یہ ہمارے دیوتا پر بھینٹ چڑھانے کے لئے بہت ٹھیک ہے۔'' لیکن یکا یک سردار کی نظر بادشاہ کی کٹی انگلی پر پڑی۔ اس نے کہا ''ارے اس کی تو ایک انگلی ہی نہیں، اس کو چھوڑ دو۔'' بادشاہ چھوڑ دیا گیا۔ اب بادشاہ ایک دم بول اٹھا ''سچ مچ خدا جو کچھ کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔ بادشاہ اپنی سلطنت میں لوٹ آیا۔ وزیر کو بڑی عزت سے بلوایا۔ سارا قصہ سنایا اور کہا کہ ''سچ مچ خدا جو کچھ کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم کو دیس سے نکالا گیا اس میں کیا اچھائی تھی؟''

وزیر نے جھٹ جواب دیا ''اگر آپ نکال نہ دیتے تو میں آپ کے ساتھ ضرور جاتا اور پکڑا جاتا اور وہ حبشیوں کا سردار مجھ کو ضرور بھینٹ

چڑھا دیتا کیوں کہ میں بالکل تندرست تھا۔''

بادشاہ نے وزیر کی بات سنی اور کہا ''اب تو بالکل یقین ہو گیا کہ ''خدا جو کچھ کرتا ہے اچھا کرتا ہے۔

☆☆☆

سمجھ دار جنگلی

ایک تھا بادشاہ، شکار کھیلنے کا بہت شوقین۔ ایک بار شکار کھیلتے کھیلتے وہ اپنے لشکر سے دور نکل گیا۔ واپسی میں شام ہوگئی۔ راستہ بھول گیا۔ دیر تک اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا رہا۔ پریشان تھا کہ ایک طرف روشنی دکھائی دی۔ وہ اسی طرف چلا، روشنی کے پاس پہنچا۔ دیکھا تو ایک چھوٹے سے مکان سے روشنی باہر آرہی تھی۔

اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک آدمی باہر نکلا۔ بادشاہ نے سلام کیا۔ آدمی نے سلام کا جواب دیا۔ پھر پوچھا ''بھائی! آپ کون ہیں؟ تشریف لایئے۔'' بادشاہ نے اپنے کو مسافر بتایا اور رات گذارنے کی اجازت چاہی۔ مکان والے کو بہت خوشی ہوئی۔ وہ اسے اپنے مکان میں لے گیا۔ بادشاہ کی خوب خاطر مدارات کی۔ اور اس کے گھوڑے کو بھی اچھا چارہ کھلایا۔

صبح ہوئی تو بادشاہ نے اپنے گھر کی راہ لی۔ اور چلتے وقت اپنا

نام بتا کر کہا۔ کہ میں فلاں شہر میں رہتا ہوں۔ میرا مکان شہر میں فلاں جگہ ہے۔ اگر تمہیں ضرورت پڑے تو میرے پاس آنا، جو ہو سکے گا تمہاری مدد کروں گا۔'' یہ کہہ کر بادشاہ چلتا بنا۔

اس کے بعد جلد ہی اتفاق ایسا ہوا کہ اسی جنگل میں رہنے والے آدمی کی سب بکریاں مر گئیں اور وہ بہت غریب ہو گیا۔ اس کی بیوی روز اس سے کہتی کہ اس مہمان کے پاس جاؤ جس نے مدد کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن وہ اسے ٹالتا رہا، آخر ایک روز بیوی نے بہت کہا تو وہ اس مہمان کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ شہر میں پہنچا۔ جب اس نے لوگوں سے نام لے کر پوچھا کہ فلاں شخص کہاں ہے؟ تو لوگوں نے کہا۔'' وہ تو اس شہر کا بادشاہ ہے۔'' جنگلی کہنے لگا۔'' مجھے اس کے پاس لے چلو۔'' لوگوں نے کہا۔'' وہ تو اس وقت مسجد میں ہے اور لوگوں کو نماز پڑھا رہا ہے۔'' (پہلے زمانے میں بادشاہ نماز خود بھی پڑھا کرتے تھے اور سب لوگوں کو خود نماز پڑھایا بھی کرتے تھے) جنگلی کہنے لگا کہ مجھے وہیں لے چلو۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا، بادشاہ ہاتھ اٹھائے کچھ کہہ رہا ہے۔ اس نے پوچھا کہ

''یہ کیا کر رہا ہے؟'' لوگوں نے کہا ''یہ دعا مانگ رہا ہے۔'' جنگلی حیران ہو کر بولا:

''اچھا اس کو بھی مانگنے کی ضرورت ہے؟'' لوگوں نے کہا۔ ''ہاں بادشاہوں کو بھی خدا سے مانگنے کی ضرورت رہتی ہے۔'' وہ جنگلی کہنے لگا کہ میں تو اس سے مانگنے آیا تھا۔ لیکن یہ خود محتاج ہے، اب اگر یہ خدا سے مانگتا ہے تو میں بھی اسی خدا سے مانگوں گا۔''

لوگوں نے بہت کہا ''تم ٹھہر جاؤ، بادشاہ کی دعا ختم ہو لینے دو، تم اس سے اپنا حال کہو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ لیکن جنگلی نے ایک نہ سنی۔ یہ کہتا ہوا اپنے گھر چلا گیا کہ: ''میں بھی اسی سے مانگوں گا جس سے بادشاہ مانگ رہا ہے۔''

☆☆☆